فاٹا کا انتظامی ڈھانچہ اور اس کی خصوصیات

پروفیسرڈاکٹر سرفراز خان*

ڈاکٹر الطاف اللہ**

Abstract

The present research study goes through the overall administrative set up of Federally Administered Tribal Areas (FATA) of Pakistan under which these areas have been administered since long. The administrative mechanism of FATA is peculiar in its nature and essence. The system of administration in these areas is totally different from the administrative machinery operating in settled areas. The basic administrative unit in settled areas is district while in tribal areas it is the tribal agency in which one finds a unique picture of administration. Unlike Deputy Commissioners in settled districts the Political Agents in tribal areas derive multifarious powers from the unique administrative framework provided under Frontier Crimes Regulation 1901 (FCR). Being a federal and at times provincially appointed official, the Political Agent, closely watches the administration of the concerned tribal agency with maximum power and executive authority in hand. The political agent exercises a blend of executive, judicial and revenue powers and also maintains law and order situation and suppresses crimes and criminal activities in the tribal agency. Keeping all these responsibilities intact, he is

---

* ڈائریکٹر ،ایریا سٹڈی سنٹر(رشیا، چائنا اینڈ سنٹرل ایشیاء)، یونیورسٹی آف پشاور۔

** ریسرچ فیلو، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، قائداعظم یونیورسٹی،اسلام آباد۔

supported by khassadars, levies (tribal militias) and paramilitary forces that work under military command. The administrative structure in each political agency further reveals that a Political Agent is further assisted by an assistant political agent and officer in-charge of specific sub-division. At local level political tehsildar, naib tehsildar and political moharir perform their administrative functions. All these officials perform their respective duties under the overall administrative control of Governor's Secretariat FATA. The tribes are internally free to regulate their own affairs keeping in mind their tribal codes (unwritten), customs and traditions. They also take care of the principle of 'collective responsibility' for the deeds and actions of their individual family or tribe members and 'territorial responsibility' of those areas which are given under their control. This study, thus, presents a holistic view regarding the administrative system of FATA with thorough historical backdrop and analysis.

پاک-افغان سرحد پر واقع وفاق کے زیرِ انتظام قبائلی علاقہ جات کو عام طور پر فاٹا(FATA) کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ سات قبائلی ایجنسیوں اور چھ سرحدی علاقوں (Frontier Regions) پر مشتمل ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے فاٹا۲۷۲۰ مربع کلو میٹر پر محیط ڈیورنڈ لائن پر واقع ایک تنگ پٹی کی مانند ہے۔ فاٹا کے شمال اور مشرق میں صوبہ خیبر پختونخوا، جنوب میں صوبہ بلوچستان، جنوب مشرق میں صوبہ پنجاب جبکہ مغرب میں افغانستان واقع ہے۔[۱] نیز فاٹا کے شمال میں خیبر پختونخوا کے ضلع لوئردیر جبکہ مشرق میں بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، کرک، کوہاٹ، لکی مروت، ملاکنڈ، چارسدہ اور پشاور کے اضلاع واقع ہیں۔ جنوب مشرق میں فاٹا صوبہ پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان جبکہ جنوب میں صوبہ بلوچستان کے ضلع ژوب اور موسیٰ خیل کے ساتھ جا ملتا ہے۔[۲]

سات قبائلی ایجنسیوں کے نام باجوڑ، خیبر، کرم، مہمند، شمالی وزیرستان، اورکزئی اور جنوبی وزیرستان ایجنسی ہیں۔ جبکہ ایف آرز یعنی فرنٹیئر ریجنز یا سرحدی علاقے بنوں، ڈیرہ

اسماعیل خان، کوہاٹ، لکی مروت، پشاور اور ٹانک کے اضلاع کے ساتھ منسلک ہیں۔ اورکزئی ایجنسی کے علاوہ باقی تمام قبائلی ایجنسیاں افغانستان کے ساتھ مشترک سرحد رکھتی ہیں۔[۳] شمال اور مغرب میں فاٹا اور صوبہ خیبر پختونخوا دونوں ملکر افغانستان کے نو صوبوں کی ایک زنجیر یعنی صوبہ نورستان، کُنڑ، ننگر ہار، خوست، پکتیکا، زابل، قندہار، ہلمند اور نیمروز سے منسلک ہے اور ان تمام صوبوں کی اکثریت پختون آبادی پر مشتمل ہے۔[۴] مردم شماری ۱۹۹۸ء کے مطابق فاٹا کی آبادی۳.۱۳۸ ملین ہے جو کہ پاکستان کی کل آبادی کا۲.۴فیصد بنتا ہے۔ تاہم ان علاقوں کی موجودہ آبادی تقریباً ۳.۵ملین تصور کی جاتی ہے۔ اگرچہ فاٹا میں آباد لوگوں کا تعلق اکثر و بیشتر پختون نسل سے ہے تاہم دوسرے مذاہب کے لوگ یعنی سکھ اور ہندو بھی ایک محدود تعداد میں فاٹا میں آباد ہیں۔[۵]

برطانوی نوآبادیاتی حکومت اور قبائلی علاقہ جات

شمال مغربی سرحدوں پر مؤثر دسترس اور قابو پانا ہندوستان میں قائم برطانوی سلطنت کی نوآبادیاتی حکمت عملی کا حصہ تھا جس نے اس خطے میں سامراجی وجود کو تحفظ دیا اور وسطی ایشیاء سے روسی وسعت پزیری کے خلاف دفاع کا کام سر انجام دیا۔ اگرچہ برطانوی حکومت کیلئے یہ مشکل نہ تھا کہ ان علاقوں میں مکمل طور پر اپنا اثر و رسوخ قائم کر سکے تاہم انہوں نے اپنے مقرر کردہ کارندوں (Agents) اور قبائلی مشران(Tribal Elders) کے ذریعے ان علاقوں کے انتظام کو بروئے کار لایا اور بڑی حد تک اپنے زیر اثر رکھا۔ جہاں تک ان علاقوں کے اندرونی معاملات کا تعلق تھا قبائلی لوگ ان علاقوں میں مروجہ ثقافت، رسم و رواج اور قبائلی روایات کی بدولت اندرونی امور میں حکومت کی مداخلت سے آزاد تھے۔ تاہم اپنے گہرے اور وسیع تر مفادات کی خاطر برطانوی حکومت ان علاقوں کے تمام تر تحفظ اور بیرونی معاملات پر کڑی نظر رکھتی تھی۔[۶]

سندھ اور پنجاب کو بالترتیب۱۸۴۳ اور ۱۸۴۹ میں قبضہ کرنے کے بعد برطانوی نوآبادیاتی ماہروں نے شمال مغرب کی جانب برصغیر کے میدانی علاقوں کو قابو میں لانا تھا۔

اس مقصد کے حصول کے پیش نظر انہوں نے ان قبائلی علاقہ جات سے منسلک پانچ شہروں یعنی بنوں، ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ اسماعیل خان، کوہاٹ اور پشاور کو اضلاع کا درجہ دیا۔ ان اضلاع کا انتظامی اُمور اور اِن سے منسلک قبائل کو قابو میں رکھنا پنجاب میں موجود برطانوی حکومت کی ذمہ داری تھی۔ لیکن قبائلی علاقہ جات کے انتظامی امور کو نمٹاتے وقت برطانوی انتظامی ارباب اختیار اس نتیجے پر پہنچ گئے کہ موجودہ فوجی دستے وسیع اور ناہموار قبائلی پٹی کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان کو قبائل کے سیاسی انتظام پر انحصار کرنا پڑا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب حکومت پر انحصار کئے بغیر مرکزی حکومت بذات خود اور بلا واسطہ سرحدی حکمت عملی (Frontier Policy) اور اس کے انتظامی امور پر نظر رکھے گی۔۷ اسی خاطر ان علاقوں میں سیاسی یا قبائلی ایجنسیوں کے نظام کو رائج کیا گیا۔۸

برطانوی انتظامیہ نے خاص قوانین یعنی فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن (Frontier Crimes Regulation) قبائلی علاقہ جات میں لاگو کئے جو کہ ۱۸۷۱-۱۸۷۶ کے دوران برطانوی ہندوستان میں رائج سول اور کریمینل طریقہ کار (Civil and Criminal Procedure) سے بالکل مختلف تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ قوانین جو ''اجتماعی علاقائی ذمہ داری'' کے تصور پر مبنی تھے اور جن کے تحت قبائلی علاقوں میں جھگڑے یا تنازعہ کے حل کیلئے جرگہ کے قیام کو عمل میں لایا گیا تھا کو بالآخر ناکافی قرار دے دیا گیا۔ اسلئے ۱۹۰۱ء میں نوآبادیاتی انتظام میں دو بڑی تبدیلیاں یعنی فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن (۱۹۰۱ء) کا اجراء اور شمال مغربی سرحدی صوبے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ ۱۹۰۱ء کے فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن نے سابقہ قوانین میں وسعت کر کے سرکاری عہدیداروں کے دائرہ اختیار کو مزید بڑھایا اور ان کو عدالتی اختیارات سے بھی نوازا۔۹ موجودہ صوبہ خیبر پختونخوا کے علاقوں کا انتظام پہلے ایک چیف کمشنر کے سپرد تھا اور یہ علاقے صوبہ پنجاب کے جزو لازم تھے۔ تاہم اس کو ۱۹۰۱ء میں ایک مکمل صوبے کا درجہ دے دیا گیا جس میں بندوبستی اور قبائلی علاقے شامل تھے۔ بندوبستی اور قبائلی دونوں علاقوں کی انتظامی ذمہ داری اس صوبے کے گورنر کی ذمہ داری تھی اور وہ بلا واسطہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو جواب دہ تھا۔ آزادی کے بعد اسی نظام کو برقرار رکھا

گیا اور خیبر پختونخوا کا گورنر بلا واسطہ شروع کے دور میں گورنرجنرل کو جبکہ بعد میں صدر پاکستان کو جواب دہ تھا۔[۱۰] برطانوی ہندوستان کے انتظامی ڈھانچے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ایک طرف اضلاع بندوبستی علاقوں میں جبکہ دوسری جانب قبائلی یا سیاسی ایجنسیاں قبائلی علاقوں میں انتظامی اکائی ہوا کرتی تھیں۔ انتظامیہ کے اس متوازی نظام میں ڈپٹی کمشنر بندوبستی اضلاع میں جبکہ پولیٹیکل ایجنٹ اپنے متعلقہ قبائلی ایجنسی کے انتظام کو بروئے کار لاتا تھا۔[۱۱]

وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات (فاٹا) کو انتظامی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی محفوظ اور غیر محفوظ قبائلی علاقے۔ اول الذکر کے انتظامی اُمور بلا واسطہ مرکزی حکومت پولیٹیکل ایجنٹس کے ذریعے پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے جبکہ مؤخرالذکر کے انتظامی امور بلواسطہ مقامی قبائل کی ذمہ داری ہے۔[۱۲]

پولیٹیکل ایجنٹ کو اپنی متعلقہ قبائلی ایجنسی کے انتظامی امور کی مکمل دیکھ بھال کے عوض وسیع تر اختیارات کا مالک بنایا گیا ہے۔ وہ ایجنسی میں انتظامی، عدالتی اور مالیاتی اختیارات کا استعمال اور امن و امان کی صورت حال کو برقرار رکھتا ہے اور ساتھ ساتھ مجرمانہ سرگرمیوں کو بھی دباتا ہے۔ اُسے ان تمام اختیارات کے استعمال اور ذمہ داریوں کو نمٹانے کیلئے خاصہ دار[۱۳]، لیویز(Levies) اور جزوی عسکری(Paramilitary) قوتوں جو کہ فوجی کمانڈ کے زیر نگرانی کام کرتے ہیں کا سہارا حاصل ہوتا ہے۔[۱۴] قبائلی ایجنسی کے انتظامی ڈھانچے سے مزید واضح ہوتا ہے کہ انتظامی بندوبست کے دوران اسسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ (Assistant Political Agent)اور مخصوص سب ڈویژن کے انچارج افسران پولیٹیکل ایجنٹ کے معاون ہوتے ہیں۔

مقامی سطح پر پولیٹیکل تحصیلدار، نائب تحصیلدار اور پولیٹیکل محرر اپنی اپنی انتظامی ذمہ داریوں کو بروئے کار لاتے ہیں۔ جہاں تک قبائلی علاقہ جات سے ملحقہ فرنٹیئر ریجز کا تعلق ہے ان کے انتظامی امور کو نمٹانا متعلقہ ضلع ڈپٹی کمشنر کی ذمہ داری ہے۔ یہ تمام سرکاری اہل کار اپنے متعلقہ انتظامی فرائض گورنر سیکرٹریٹ فاٹا کی زیر سرپرستی سر انجام دیتے ہیں۔[۱۵] رسم

و رواج اور قبائلی روایات کی بدولت قبائل اپنے اندرونی معاملات میں آزاد ہوتے ہیں۔ وہ ''اجتماعی ذمہ داری'' کے اصول کو اپناتے ہوئے اپنے انفرادی، کنبے یا قبیلے کے لوگوں کے فعل وعمل اور چال چلن کا لازمی طور پر خیال رکھتے ہیں اور ''علاقائی ذمہ داری'' کے اصول کی مدد میں ان علاقوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔[۱۶]

ایجنسی کی سطح پر انتظامیہ

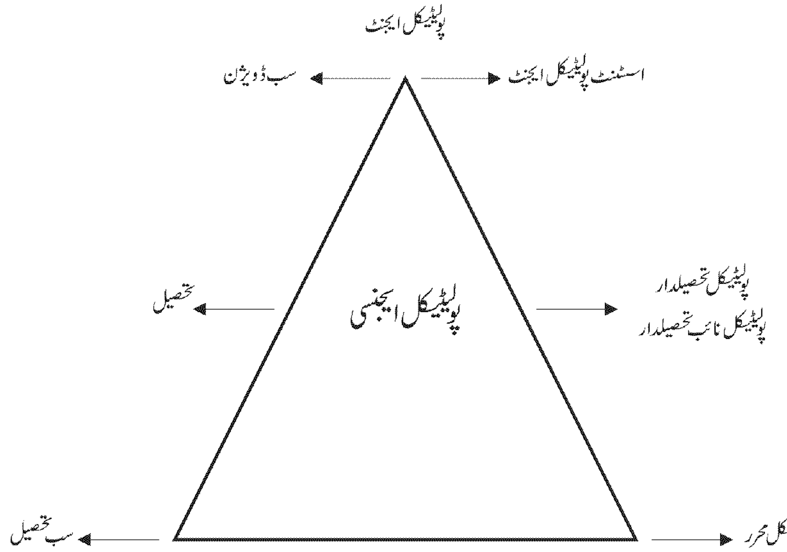

وفاقی سطح پر سرحدی علاقوں اور ریاستوں کی وزارت[۱۷] (Ministry of States and Frontier Regions) کو فاٹا کے مختلف انتظامی مسائل، ترقیاتی کاموں اور دوسرے متعلقہ معاملات پر کڑی نظر رکھنے کا کام سونپ دیا گیا ہے۔[۱۸] یہ وزارت وفاقی وزارت ہونے کے ناطے وزیر اعظم اور منتخب قومی اسمبلی کو جوابدہ ہوتی ہے اس لیے یہ فاٹا میں کسی بھی حکمت عملی کو ایک فعال شکل دینے میں غیر مادی نظر آتی ہے اور یہ زیادہ تر وفاقی مالی امداد کو کس طرح استعمال کرنے کا کام سر انجام دیتی ہے۔ درحقیقت فاٹا کے حقیقی اختیارات

صدرِ پاکستان کے پاس ہوتے ہیں۔[۱۹] صدرِ پاکستان کے نمائندہ کے طور پر صوبہ خیبر پختونخوا کا گورنرمرکزی حکومت کی طرف سے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہوئے فاٹا سے وابستہ تمام اُمور کی صوبائی دارالحکومت پشاور میں واقع فاٹا سیکرٹریٹ کے ذریعے دیکھ بھال کرتا ہے۔[۲۰]

جغرافیائی اور فن صف آرائی اہمیت کے باوجود فاٹا ملک کے اُن علاقوں میں شامل ہے جہاں پر بنیادی سہولیات جیسے تعلیم، صحت، روزگار کی فراہمی ترقیاتی کام نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس صورت حال میں اگرچہ فاٹا کو ترقی اور خیر سگالی کی راہ پر گامزن کرنا اور اس غیر ترقی یافتہ پٹی کو قومی دھارے میں لے کر آنا ایک مشکل اور پیچیدہ کام ہے تاہم اصلاحاتی پیش قدمی کو اگر خلوص اور نیک نیتی سے اپنایا جائے تو ناممکن بھی نہیں۔[۲۱] ۲۰۰۲ء سے پہلے ان علاقوں کی ترقیاتی پالیسی حکومت خیبر پختونخوا کا شعبہ منصوبہ بندی اور ترقیات فاٹا سیکشن وضع کرتا تھا اور اس سے منسلک شعبے اس پالیسی کو عملی طور پر لاگو کرتے تھے۔[۲۲] فاٹا سیکرٹریٹ کو بنانے کا سہرہ سابق صدرِ پاکستان پرویز مشرف کو جاتا ہے جنہوں نے فاٹا کیلئے ایک علیحدہ سیکرٹریٹ کے نظریے کو پیش کیا اور ۲۰۰۲ء میں اس کو عملی شکل دینے میں کامیاب ہوئے۔[۲۳] فاٹا کیلئے ایک سیکرٹریٹ وضع کرنے کا اولین مقصد یہ تھا کہ فاٹا میں مختلف شعبہ جاتی کام کو ایک ہی ادارہ کے اندر لایا جائے اور مختلف شعبوں کے کام کو آپس میں کڑی بہ کڑی جوڑ دیا جائے تا کہ ان علاقوں میں ترقیاتی ڈھانچے کو تقویت ملے۔ مثلاً فاٹا سیکرٹریٹ کے قیام سے پہلے فاٹا کا مکمل ترقیاتی بجٹ ۱۱۵۰ ملین روپے تھا جبکہ ۲۰۰۵ کے اختتام پر یہ بجٹ ۵۱۵۰ ملین روپے تک پہنچ گیا۔ ایک ایسے بڑے ترقیاتی فنڈ کو خرچ کرنے کا اہتمام اور ان علاقوں میں ترقیاتی سرگرمیوں کو مزید وسعت دینے اور عملی جامہ پہنانے کیلئے فاٹا کے انتظامی ڈھانچے میں وسعت اور تبدیلی کی ضرورت تھی۔[۲۴] بعد ازاں اس سیکرٹریٹ کو مزید وسعت دیکر سول سیکرٹریٹ فاٹا بنایا گیا۔[۲۵] ایڈیشنل چیف سیکریٹری اس کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔[۲۶] چار سے پانچ انتظامی سیکریٹریز اس کی معاونت کرتے ہیں اور کئی ڈائریکٹر سیکرٹریٹ کے مختلف امور نمٹانے کیلئے مقرر ہوتے ہیں۔ مختلف پراجیکٹس اور

پالیسیز کو عملاً لاگو کرنا ان تمام شعبوں کے دائرہ اختیار میں آتا ہے جو سول سیکرٹریٹ فاٹا کی زیر نگرانی کام کرتے ہیں۔۲۷ ایڈیشنل چیف سیکریٹری خیبر پختونخوا کے گورنر کو چیف سیکریٹری کی وساطت سے فاٹا کے روزمرہ معاملات کے بارے میں آگاہ کرتا ہے۔۲۸ خیبر پختونخوا کا گورنر سیکریٹریٹ مرکزی اور صوبائی حکومت اور سول سیکرٹریٹ فاٹا کے درمیان رابطے کا کام سرانجام دیتا ہے۔۲۹ ایڈیشنل چیف سیکرٹری فاٹا میں امدادی فنڈز اور بجٹ مختص کرنے اور جمع وتفریق کا اعلیٰ افسر ہوتا ہے۔ محکمہ مالیات بلا واسطہ سول سیکریٹریٹ فاٹا کو فنڈز کی فراہمی یقینی بناتا ہے۔ ایڈیشنل چیف سیکریٹری اور دوسرے انتظامی سیکریٹریز کو اب یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ بلا واسطہ مرکزی حکومت کے متعلقہ ڈویژن کے ساتھ خط و کتابت کریں۔۳۰ تاہم اندرونی اور بیرونی طور پر عدم احتساب اور بڑے بڑے ترقیاتی کاموں کو آپس میں ربط دینے کی صلاحیت کی کمی کی بنیادوں پر اس سیکریٹریٹ پر کئی حلقوں کی طرف سے تنقید کی جاتی ہے۔۳۱

فاٹا کا جغرافیائی محل وقوع

باجوڑ ایجنسی رقبے کے لحاظ سے فاٹا کی سب سے چھوٹی ایجنسی ہے جس کا رقبہ۱۲۹۰مربع کلو میٹر ہے۔ اسے یکم دسمبر ۱۹۷۳ء کو ایجنسی کا درجہ دیا گیا تھا اور اس کا ہیڈکوارٹر خار مقرر ہوا۔۳۲ باجوڑ شمال مشرق میں خیبر پختونخوا کے ضلع دیر سے منسلک ہے جبکہ شمال مغرب میں افغانستان کیساتھ ملی ہوئی ہے۔ باجوڑ ایجنسی جنوب مشرق میں ضلع ملاکنڈ اور جنوب مغرب میں مہمند ایجنسی سے ملی ہوئی ہے۔ ناواگئی اور بارنگ اس قبائلی ایجنسی کی دو بڑی اور نمایاں وادیاں ہیں جو اونچے پہاڑوں کے دامن میں واقع ہیں۔ اس پہاڑی سلسلے کا بلند ترین نقطہ تین ہزار میٹر ہے۔ باجوڑ ایجنسی کا کل زیر کاشت رقبہ۷۴۱۲۱ہیکٹرز ہے جبکہ ۵۴۹۱۴ہیکٹرز زمین بنجر ہے۔ اس کا سیرابی رقبہ ۱۹۵۲۴ہیکٹرز جبکہ غیر سیرابی رقبہ ۵۴۵۹۷ہیکٹرز پر مشتمل ہے۔ اس ایجنسی میں واقع جنگلات ایک اندازے کے مطابق ۳۰۱۷۵ ایکڑ رقبہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ انتظامی اعتبار سے باجوڑ ایجنسی کو سات تحصیلوں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی تحصیل بارنگ، چمر کند، خار، ماموند، ناواگئی، سالارزئی اور اتمان خیل۔ قوم سالارزئی جو کہ قبیلہ

ترکالانڑی کی ایک اہم شاخ ہے کی ایجنسی میں اکثریت ہے۔ سالارزئی شاخ کی مزیدمختلف ذیلی شاخوں میں درجہ بندی کی گئی ہے جیسا کہ برام خیل یاخان خیل اور ابراھیم خیل وغیرہ۔ مردم شماری ۱۹۹۸ء کے مطابق باجوڑ ایجنسی کی آبادی تقریباً ۵۹۵.۰ ملین ہے۔[۳۳]

خیبر ایجنسی کا قیام ۱۸۷۹ء میں عمل میں لایا گیا۔[۳۴] خیبر ایجنسی جغرافیائی لحاظ سے اہمیت کی حامل ہے۔ دریائے کابل اور سلسلہ کوہِ سفید خیبر ایجنسی کے شمال میں، مہمند ایجنسی شمال مشرق، پشاور مشرق، کرم ایجنسی مغرب میں جبکہ افغانستان شمال مغرب اور اورکزئی ایجنسی جنوب میں واقع ہیں۔ اس ایجنسی کا کل رقبہ ۲۵۷۶ مربع کلو میٹر ہے۔ تاریخی اعتبار سے خاصی اہمیت کا حامل درّہ خیبر اسی ایجنسی کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کی لمبائی ۴۰ کلو میٹر اور اونچائی ۳۸۷۰ فٹ ہے۔ دریائے باڑہ، چوڑ اور خیبر نلّہ اس ایجنسی کی تین بڑی ندیاں ہیں جو خیبر ایجنسی سے گزر کر بالآخر پشاور میں داخل ہوتی ہیں۔ سنگلاخ پہاڑ اور بنجر زمین اس ایجنسی کی خصوصیات گردانی جاتی ہیں۔ اس میں میدانی علاقے کے علاوہ دلکش وادیاں مثلاً باڑہ، بازار، میدان اور وادی راجگال بھی واقع ہیں۔[۳۵]

خیبر ایجنسی کے سماجی خدوخال سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں پر چار بڑے قبیلے یعنی آفریدی، شنواری، مُلا گوری اور شلمانی آباد ہیں۔ آفریدی قبیلہ مزید مختلف شاخوں اور ذیلی شاخوں مثلاً آدم خیل، آکا خیل، کمر خیل، کمبر خیل، کوکی خیل، ملک دین خیل، سپہ اور ذکا خیل میں منقسم ہے۔ اس طرح شلمانی قبیلہ، شمشیر خیل، خلیم زئی اور کم شلمانی جبکہ مُلا گوری قبیلہ آدم خیل اور اسماعیل خیل اور شنواری قبیلہ علی شر خیل وغیرہ میں تقسیم ہے۔[۳۶] خیبر ایجنسی کی آبادی تقریباً ۵۴۷.۰ ملین ہے۔[۳۷]

کرم ایجنسی کا قیام ۱۸۹۲ میں عمل میں لایا گیا۔ اس کا کل رقبہ ۳۳۸۰ مربع کلومیٹر ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ ایجنسی شمال اور مغرب میں ہمسایہ ملک افغانستان سے، مشرق میں خیبر اور اورکزئی ایجنسی، جنوب مشرق میں خیبر پختونخوا کے ضلع کوہاٹ سے جبکہ جنوب میں شمالی وزیرستان ایجنسی سے جا ملتا ہے۔ طوری اور بنگش کرم ایجنسی کے دو بڑے اور اہم قبیلے ہیں جبکہ دوسرے نسبتاً چھوٹے قبیلے مثلاً علی شیر زئی، منگل، مسوزئی،مقبل، پاڑہ چمکنی، سیّد اور

زیتشت بھی کرم ایجنسی میں عرصہ دراز سے آباد ہیں۔ شیعہ اور سنی برادری کا ایک ہی ایجنسی (کُرم) میں آباد ہونا اسی ایجنسی کا خاصہ ہے۔[۳۸]

کرم ایجنسی کو تین حصوں میں یعنی اَپر، سنٹرل اور لوئر کرم میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اَپر کُرم کی ۸۰ فی صد آبادی شیعہ برادری پر مشتمل ہے۔ جبکہ سنٹرل کُرم میں ۹۵ فی صد سُنی برادری آباد ہے اور اسی طرح سُنی برادری لوئر کرم میں بھی اکثریت میں ہے جن کی آبادی ۸۰ فی صد شمار کی جاتی ہے۔ اس ایجنسی کی کل آبادی تقریباً۹۳۵،۰۰۰ ہے۔[۳۹]

مہمند ایجنسی ۱۹۵۱ء میں قائم ہوئی۔ جغرافیائی اعتبار سے یہ ایجنسی شمال میں باجوڑ ایجنسی، مشرق میں ضلع چارسدہ اور ملاکنڈ، جنوب مشرق میں پشاور جبکہ جنوب اور مغرب میں بالترتیب خیبر ایجنسی اور افغانستان سے ملتی ہے۔ اس کا کل رقبہ ۲۲۹۶ مربع کلومیٹر ہے جبکہ اس کی آبادی تقریباً ۰.۴ ملین ہے۔ ۱۹۵۱ء سے قبل اس ایجنسی کی انتظامی دیکھ بھال پولیٹکل ایجنٹ خیبر کرتا تھا۔ مہمند ایجنسی کی افغانستان کے ساتھ ۶۸ کلومیٹر سرحد ہے۔ دریائے کابل خیبر اور مہمند ایجنسی کے درمیان ایک قدرتی سرحد کا کام سر انجام دیتا ہے۔ گنداؤخوڑ، دریائے کابل اور دریائے سوات تینوں مہمند ایجنسی سے ہو کر بالآخر ضلع چارسدہ میں داخل ہوتے ہیں۔[۴۰] اس ایجنسی میں مقیم لوگوں کا تعلق حلیم زئی، موسیٰ خیل، صافی، تراکزئی اور اُتمان خیل قبیلوں سے ہے۔[۴۱]

شمالی وزیرستان ایجنسی کا قیام ۱۹۱۰ء میں عمل میں لایا گیا۔ اس ایجنسی کا رقبہ ۴۷۰۷ مربع کلومیٹر ہے جبکہ اس کا صدر مقام میرانشاہ ہے۔ اس کے شمال میں ضلع ہنگو اور کرم ایجنسی، مشرق میں ضلع بنوں اور کرک جبکہ جنوب میں جنوبی وزیرستان ایجنسی اور مغرب میں افغانستان واقع ہیں۔ اس ایجنسی میں آباد لوگوں کا تعلق داوڑ، وزیر، سیدگی اور گورباز قبیلوں سے ہے۔ وزیر قبیلہ مزید دیگر شاخوں اور ذیلی شاخوں مثلاً طوری خیل، کابل خیل، مدّا خیل، منظر خیل، بکّہ خیل اور جانی خیل میں منقسم ہے۔ شمالی وزیرستان کی آبادی تقریباً ۰.۴۶ ملین ہے۔[۴۲]

اورکزئی ایجنسی فاٹا کی واحد قبائلی ایجنسی ہے جس کی سرحد ہمسایہ ملک افغانستان کے ساتھ نہیں ملتی جبکہ باقی تمام قبائلی ایجنسیاں مذکورہ ملک کیساتھ مشترک سرحد رکھتی ہیں۔

اورکزئی ایجنسی شمال میں خیبر ایجنسی، مشرق میں درّہ آدم خیل، جنوب میں خیبر پختونخوا کے ضلع ہنگو اور کوہاٹ جبکہ مغرب میں کرم ایجنسی سے جا ملتی ہے۔[۴۳] اس ایجنسی کا قیام دسمبر ۱۹۷۳ء میں عمل میں لایا گیا۔ اس کا رقبہ ۱۵۸۳ مربع کلومیٹر ہے۔ ۱۹۷۳ء سے پہلے یہ ایجنسی ایف آر کوہاٹ کا حصہ تھی جس کی انتظامی دیکھ بھال ڈپٹی کمشنر کوہاٹ کرتا تھا۔ مستورا اور خانکی طوئی دو بڑے پانی کے چشمے ہیں جو کہ مغرب میں واقع پہاڑی سے نکلتے ہیں اور آہستہ آہستہ مشرق کی طرف بہتے ہیں۔ اورکزئی اور دولت زئی دو بڑے قبیلے اس ایجنسی میں مقیم ہیں۔ اس ایجنسی کی کل آبادی ۰.۲۲۵ ملین ہے۔[۴۴]

جنوبی وزیرستان ایجنسی ۱۸۹۳ء میں قائم ہوئی۔ یہ رقبے کے اعتبار سے سب سے بڑی قبائلی ایجنسی ہے جس کا کل رقبہ ۶۶۲۰ مربع کلو میٹر ہے۔ یہ شمال میں شمالی وزیرستان ایجنسی، مشرق میں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، مغرب میں افغانستان جبکہ جنوب میں صوبہ بلوچستان کیساتھ ملتی ہے۔ ٹانک زام، شاہور اور گومل بڑے دریا جبکہ وانا، زرمیلان، سپین اور بروان اس ایجنسی کے بڑے میدانی علاقے ہیں۔ اس میں مختلف قبیلے مثلاً وزیر، محسود، دوتانی اور سلیمان خیل مقیم ہیں۔ اس کی کل آبادی تقریباً ۰.۴۳۰ ملین ہے۔[۴۵] وانا اور کانیگورم اس ایجنسی کے دو مشہور قصبے ہیں۔

قبائلی ایجنسیوں کے علاوہ، فاٹا میں چھ چھوٹے چھوٹے قبائلی زون جن کو سرحدی علاقے (Frontier Regions) کہتے ہیں بھی واقع ہیں۔ یہ سرحدی علاقے جن اضلاع کے ساتھ ملتے ہیں ان اضلاع کے متعلقہ ڈپٹی کمشنرز ان علاقوں کے انتظامی معاملات کو سنبھالتے ہیں۔[۴۶] ایف آر بنوں شمالی اور جنوبی وزیرستان، ضلع کرک اور بنوں کیساتھ ملا ہوا ہے۔ اس کا کل رقبہ۸۷۷ مربع کلومیٹر جبکہ آبادی تقریباً۰.۰۲۰ ملین ہے۔ اس میں مقیم آبادی کا تعلق زیادہ تر احمد زئی اور اُتمانزئی قبیلوں سے ہے۔ اس کے انتظامی اُمور کو نمٹانے کیلئے ایک اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ کو تعینات کیا گیا ہے جو کہ ڈپٹی کمشنر بنوں کے زیر نگرانی کام کرتا ہے۔[۴۷] ایف آر ڈیرہ اسماعیل خان کا کل رقبہ ۳۲۲۹ مربع کلومیٹر جبکہ آبادی تقریباً۰.۰۳۹ ملین ہے۔ اس میں دو بڑے قبیلے یعنی شیرانی اور اُسترانہ آباد ہیں۔[۴۸] یہ

سرحدی علاقہ پنجاب کے ضلع ڈیرہ غازی خان، جنوبی وزیرستان ایجنسی، ڈیرہ اسماعیل خان اور بلوچستان کے ضلع ژوب سے ملتا ہے۔ مشہور پہاڑی تحت سلیمان اس علاقہ میں واقع ہے۔ اس کے انتظامی امور کو چلانے کی ذمہ داری ڈپٹی کمشنر ڈیرہ اسماعیل خان کوسونپی گئی ہے۔[۴۹] سرحدی علاقہ یعنی کوہاٹ کا کل رقبہ ۴۶ مربع کلومیٹر جبکہ آبادی تقریباً۰.۰۸۸ ملین ہے۔ اس میں آباد لوگوں کا تعلق آخوروال، شیراکئی، تورچپر، حاواکئی اور زرغون خیل قبیلوں سے ہے۔[۵۰] سرحدی علاقہ لکی مروت ۱۳۲ مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے اور اس کی آبادی تقریباً۰.۰۰۷ ملین ہے۔ اس میں آباد لوگوں کا تعلق زیادہ تر بھٹانی قبیلہ سے ہے۔ اس کا انتظامی دیکھ بھال ڈپٹی کمشنر لکی مروت کے ذمہ ہے۔ سرحدی علاقہ پشاور، خیبر ایجنسی، ضلع کوہاٹ، نوشہرہ اور پشاور سے منسلک ہے۔ اس کا کل رقبہ۲۶۱ مربع کلومیٹر جبکہ آبادی تقریباً ۰.۰۵۴ملین ہے۔ اس میں آباد لوگوں کا تعلق اشوخیل، حسن خیل، خانہ کور اور بیانی قبیلوں سے ہے۔ اس علاقے کا انتظامی دیکھ بھال پولیٹکل ایجنٹ خیبر ایجنسی اور ڈپٹی کمشنر کوہاٹ کے سپرد ہے۔ آخری سرحدی علاقہ ٹانک ہے جس کا کل رقبہ ۱۲۲۱ مربع کلومیٹر جبکہ آباد تقریباً۰.۰۲۷ ملین ہے۔یہ جنوبی وزیرستان، ایف آر بنوں اور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے منسلک ہے۔ اس علاقے میں آباد لوگوں کا تعلق ڈھنہ، ٹٹہ اور وارسپون قبیلوں سے ہے۔[۵۱]

نقشہ فاٹا

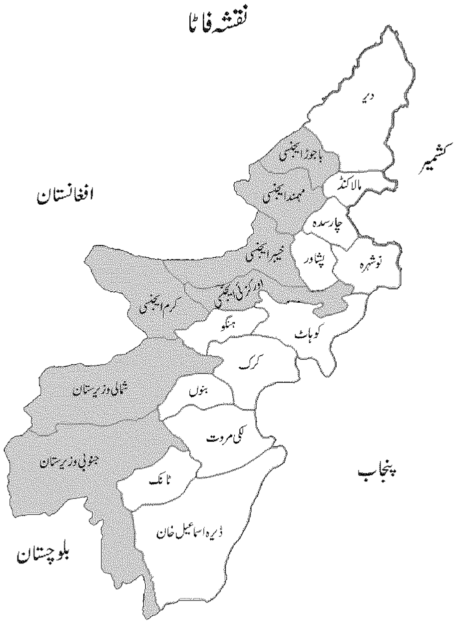

Source: www.fata.gov.pk (accessed on 12 June 2013)

حوالہ جات

1- IPRI Factfile, "FATA: A Profile of Socio-Economic Development", (Islamabad: Islamabad Policy Research Institute, 2008), p. 15.

2- Ibid., p. 21.

3- Government of Pakistan, *FATA Sustainable Development Plan: 2006 - 2015*, (Peshawar: Planning and Development Department, Civil Secretariate FATA, 2006), p. 3.

۴- افغانستان میں ان نو (۹) صوبوں میں سے تین (۳) صوبے یعنی، کنڑ، نورستان اور نیرموز ایسے ہیں جن میں مسلمان، سکھ اور ہندو کے علاوہ دوسرے گروہ بھی آباد ہیں۔

Shuja Nawaz, *FATA - A More Dangerous Place: Meeting the Challenge of Militancy and Terror in the Federally Administered Tribal Areas of Pakistan*, (Washington: Centre of Strategic and International Studies, January, 2009), p. 2.

5- Sarfraz Khan, "Special Status of FATA: Illegal Becoming Licit" in *Central Asia*, No. 63, Winter 2008, Area Study Centre, (Russian, China and Centre Asia) University of Peshawar, pp. 8-9.

۶۔ برطانوی نوآبادیاتی ارباب اختیار کی ''فارورڈ پالیسی'' کا مقصد قبائل کو مغرب کی جانب ممکنا حد تک دھیرج دینا تھا۔ نیتجتاً اس پالیسی نے ۹۸-۱۸۹۷ کی قبائلی بغاوت کو جنم دیا۔ اس سے حکومت کو اس بات کا ادراک ہوا کہ سرحدی قبائل کو مکمل طور پر قابو کرنا ممکن نہیں اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا کہ ''کلوزڈ ڈور پالیسی'' وضع کر کے ان قبائلی علاقوں میں لاگو کیا جائے۔ اس پالیسی کی بدولت مختلف قبائلی ایجنسیوں کے قیام کا تصورعمل میں آیا۔ ان علاقوں کو حفاظتی چوکیوں اور فوجی چھاونیوں کی ایک زنجیر سے احاطہ کیا گیا۔ جہاں پر قبائلی لوگوں کو ان کے معاشرے کے مخصوص رسم و رواج اور روایات کے مطابق اپنے اندرونی معاملات نمٹانے کی مکمل اجازت تھی۔

Claude Rakisits, *Pakistan's Tribal Areas: A Critical No Man Land* paper delivered at Webster University Forum, Geneva, 25, April 2008, p.1.

7- Noor ul Haq, *et.al, Federally Administered Tribal Areas of Pakistan* in IPRI Paper 10, http://ipripak.org/papers/federally.shtml accessed on 12 February, 2012, n.p.

۸۔ ۱۸۷۷ء میں برطانوی وائسرائے لارڈ لائیٹن سلطنت برطانوی ہند کے شمال مغرب میں واقع قبائلی پٹی میں پولیٹیکل ایجنسیوں کے قیام کو عمل میں لایا۔ ایضاً۔

۹۔ شمال مغربی سرحدی صوبے کی صورت میں ایک اور انتظامی اکائی کا قیام برطانوی ہند میں ایک نئ سیاسی حکمتِ عملی تھی۔ صوبہ پنجاب کے چند اضلاع کو جُدا کر کے اور قبائلی علاقوں کے کچھ حصوں کو شامل کر کے اس صوبے کا حصہ بنایا گیا۔ اسی طرح یہ صوبہ اس وقت

پانچ انتظامی اضلاع یعنی بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، ہزارہ، کوہاٹ اور پشاور اور پانچ قبائلی ایجنسیوں یعنی دیر، سوات، چترال، خیبر، کُرّم، شمالی اور جنوبی وزیرستان پر مشتمل تھا۔ انتظامی طور پر یہ تمام اضلاع اور ایجنسیاں ایک چیف کمشنر کے سپرد لائے گئے جو بلا واسطہ ہندوستان کے گورنر جنرل کو جوابدہ تھا۔

IPRI Factfile, *FATA: A Profile of Socio-Economic Development*, pp.16-17.

10- Maqbool, FATA Under FCR: An Imperial Black Law in Central Asia, No. 61, Winter 2007, p. 174.

۱۱۔ امن و امان کی صورت حال برقرار رکھنے کیلئے مقامی آبادی سے بھرتی یافتہ قبائلی ملیشا اور لیویز کو پولیس فورس کے طور پر قبائلی ایجنسیوں میں تعینات کیا گیا جو ان علاقوں کی دیکھ بھال میں پولیٹکل ایجنٹ کی معاونت کرتے تھے۔ اس مقصد کیلئے قلعے، مورچے اور چوکیوں کو قبائلی علاقوں میں مختلف مقامات پر تعمیر کر کے ان قانون نافذ کرنے والی قوتوں کو تعینات کیا گیا۔

Noor ul Haq, *et.al,* "Federally Administered Tribal Areas of Pakistan", n.p.

12- Muhammad Tayyab Ghafoor, *Impediments Involved in the Integration of Federally Administered Tribal Areas (FATA) in the National Mainstream of Pakistan,* Master Thesis, War Studies, Baluchistan University, 2005, p. 13.

۱۳۔ خاصہ دار ایک باقاعدہ فورس ہے جو پولیٹکل ایجنٹ کے تحت اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ ان کی بنیادی ذمہ داریوں میں سڑکوں اور دوسری سرکاری عمارتوں کی حفاظت کرنا ہوتا ہے۔

14- Claude Rakisits, *Pakistan's Tribal Areas: A Critical No Man's Land,* paper delivered at Webster University Forum, Geneva, 25 April, 2008, p. 2.

Also see http://www.geopoliticalassessments.com/Pakistan_s_Tribal_Areas.pdf accessed on 19 March, 2013. Also see Naveed Ahmad Shinwari, "Understanding FATA: Attitudes Towards Governance, Religion & Society" in *Pakistan's Federally Administered Tribal Areas,* Vol. IV (Islamabad: Community Appraisal & Motivation Programme, 2010), p. 7.

15- Sarfraz, Special Status of FATA: Illegal Becoming Licit , in *Central Asia,* No. 63, Winter 2008, p.21.

16- Government of Pakistan, FATA Sustainable Development Plan

(2006-2015), p. 5.

17- Sarfraz, Special Status of Tribal Areas (FATA): An Artificial Imperial Construct Bleeding Asia , in *Eurasia Border Review*, p. 69.

18- Ghafoor, *Impediments Involved in the Integration of Federally Administered Tribal Areas (FATA) in the National Mainstream of Pakistan,* p. 13.

19- Maqbool, FATA Under FCR (Frontier Crimes Regulation): An Imperial Black Law, in Central Asia, No. 61, Winter 2007, p. 174.

20- Ghafoor, *Impediments Involved in the Integration of Federally Administered Tribal Areas (FATA) in the National Mainstream of Pakistan,* p. 13.

21- *The News*, Rawalpindi, 1 November, 2005.

22- Asmatullah Khan Wazir and Muhammad Zaheer Khan, Mainstreaming FATA Through Legal and Political Reforms, in *TIGAH*, Vol. IV, January 2014, FATA Research Centre, Islamabad, p. 32.

23- Democracy Reporting International, Electoral Conditions in Federally Administered Tribal Areas of Pakistan, Germany, April 2013, p. 9.

24- *The News*, Rawalpindi, 1 November, 2005.

25- In November, 2007 civil secretariat FATA was established. *The Gazette of Pakistan Extraordinary,* S.R.O. No. 116 (1)/2007 issued on 16 November, 2007.

26- Civil Secretariat FATA, Rules for the Disposal of Business in the Civil Secretariat (FATA) and its Line Departments, Notification No. CSF/C-533/3063 Dated Peshawar, the18th of September, 2006.

27- Ijaz Khan, Challenges Facing Development in Pakistan's FATA , in *NBR Analysis: Challenges Facing Pakistan's Federally Administered Tribal Areas (FATA),* Vol. 19, Number 3, August 2008, p. 17. Also see Shakeel Kakakhel, *Integration of FATA into NWFP: An Analysis,* The Forum of Federations Project in Pakistan funded by the German Ministry of Foreign Affairs, February 2010, p. 5.

28- Democracy Reporting International, Electoral Conditions in Federally Administered Tribal Areas of Pakistan, Germany, April 2013, p. 9.

29- Ijaz, *Challenges Facing Development in Pakistan's FATA,* p. 17.

30- DRI, Electoral Conditions in Federally Administered Tribal Areas of Pakistan, p. 9.

31- International Crisis Group, *Pakistan: Countering Militancy in FATA,*

Crisis Group, *Asia Report,* No. 178, 21 October, 2009, p. 12.

32- Akbar S. Ahmad, *Social and Economic Changes in the Tribal Areas*, (Karachi: Oxford University Press, 1977), p. 30.

٣٣- ١٩٦٠ء سے پہلے باجوڑ کا مرتبہ نیم آزاد تھا جس طرح ریاست دیر اور سوات کا تھا جو کہ ملاکنڈ ایجنسی کے پولیٹکل ایجنٹ کے سیاسی دائرہ اختیار میں آتے تھے۔ باجوڑ کو ١٩٦٠ء میں ملاکنڈ ایجنسی کا سب ڈویژن قرار دیدیا گیا جس کی سیاسی نگرانی اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ کرتا تھا۔

Sarfraz, "Special Status of FATA: Illegal Becoming Licit" in *Central Asia*, No. 63, Winter 2008, p. 11.

34- Syed Wiqar Ali Shah, "Political Reforms in Federally Administered Tribal Areas (FATA): Will It End the Current Militancy" in *Heidelberg Paper in South Asian and Comparative Politics*, Working Paper No. 64, January 2012, p. 13.

٣٥- تاریخی اعتبار سے اہمیت کا حامل درّہ خیبر ایک بڑا شمالی راستہ ہے جو افغانستان سے برطانوی ہندوستان میں داخل ہوتا تھا۔ اس راستے کی فوجی اور جغرافیائی اہمیت اب بھی مسلمہ ہے۔

Sarfraz, "Special Status of FATA: Illegal Becoming Licit" in *Central Asia*, No. 63, Winter 2008, p. 10.

36- Sarfraz, "Special Status of Tribal Ares (FATA) An Artificial Imperial Construct Bleeding Asia" in *Eurasia Border Review*, Vol. 1, Spring 2010, p. 63.

37- Government of NWFP, *Important Agency/FR Wise Socio-Economic Indicators of FATA (2000-2001)*, Bureau of Statistics Planing and Development Department, n.d, p. 42.

38- Sarfraz, "Special Status of FATA: Illegal Becoming Licit" in *Central Asia*, No. 63, Winter 2008, pp. 10-11.

39- Muhammad Zaheer Khan and Sharafat Ali Chaudhry, *Conflict in Kurram Agency: Nature and Causes,* FATA Reserach Centre Islamabad, http://iifrc.com.pk/articles/conflictin-kurram-agency, accessed on Jun 12, 2013, n.p.

40- Sarfraz, "Special Status of FATA: Illegal Becoming Licit" in *Central Asia*, No. 63, Winter 2008, pp. 12.

41- Government of NWFP, *Important Agency/FR Wise Socio-Economic Indicators of FATA (2000-2001)*, p. 42.

42- Sarfraz, "Special Status of Tribal Ares (FATA) An Artificial Imperial